دارالعلوم حقانیہ کے ناظمِ اوّل مولانا سلطان محمودؒ کے نام خطوط

اور

مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کا اجمالی تعارف

(مولانا سمیع الحق کے قلم سے)

> حضرت مولانا سلطان محمودؒ، دارالعلوم حقانیہ کے ناظم اوّل اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے تلمیذ و خادم خاص، مخلص ساتھی اور دل و جان سے فدائی تھے۔ دارالعلوم حقانیہ کے لیے ان کی عظیم خدمات، بنیاد کا پتھر ہیں جس کے بغیر دارالعلوم کی تاریخ نامکمل رہے گی، حضرت شیخ الحدیثؒ کو بھی ان سے شفقانہ اور حد درجہ برادرانہ و مخلصانہ تعلق تھا — ان کے نام سفرِ حج کے موقع پر لکھے گئے حضرت شیخ الحدیثؒ کے چند خطوط مل گئے ہیں، ذیل میں وہی نذرِ قارئین کئے جا رہے ہیں، مگر دارالعلوم کے ایک ہونہار فرزند اور ان کی عظیم خدمات کے پیشِ نظر یہ بھی ضروری ہے کہ قارئین سے ان کا اجمالی تعارف بھی پیش خدمت کر دیا جائے چنانچہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ نے ان کے سانحہ ارتحال پر ماہنامہ الحق کے لیے جو ادارتی مضمون تحریر فرمایا تھا، وہ ہر لحاظ سے جامع اور ان کے اجمالی مگر مکمل تعارف پر مشتمل ہے لہٰذا نذرِ قارئین ہے۔ (ادارہ)

حیف صد حیف کہ ۸-۹ مئی ۱۹۸۲ء مطابق ۱۶ شعبان ۱۴۰۲ھ درمیانی شب کو ایک ایسے خادمِ دینِ متین نے ہم حرماں نصیبوں کو داغِ جدائی دیا کہ جس کی زندگی کا دو تہائی حصہ گلشنِ علومِ نبوت دارالعلوم حقانیہ کی آبیاری اور اس چمنستانِ قرآن و سنت کی آرائش و زیبائش میں صرف ہوا، دارالعلوم کے تقریباً ۴۰ سالہ زندگی کے ہزارہا فضلاء اور طلبہ کی آرام و راحت، تعلیم و تربیت اور خدمت میں جن کے جسم کا رُواں رُواں مصروفِ لیل و نہار رہا اور جو اس شجرِ طوبیٰ کے اولین مالی اور اس کارگاہِ علم و فضل کے اساسی ناظم تھے۔ خادمِ علم و دین ناظمِ اعلیٰ دارالعلوم حضرت مولانا الحاج سلطان محمود صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ان فضائل و کمالات کا دارالعلوم سے معمولی تعلق رکھنے والا ہر ہر فرد بھی نہ صرف معترف رہے گا بلکہ انشاء اللہ یوم الاشہاد میں بارگاہِ احکم الحاکمین میں شہادت سے بھی دریغ نہیں کرے گا کہ اے اللہ تیرے اس زار و نزار نحیف و ناتواں بندہ نے تیرے دین کے اس خادم ادارہ کی تعمیر و ترقی میں زندگی کی ساری قوتیں اور توانائیاں بے دریغ لٹا دیں۔ تیری رحمتِ لامتناہی سے کیا بعید ہے کہ اس "شہیدِ دارالعلوم" کو آج شہداء و صدیقین کے لیے مخصوص انعامات سے نوازا جاتے۔

مولانا سلطان محمود صاحب کی عمر تقریباً ساٹھ برس تھی وہ اکوڑہ خٹک کے ایک مضافاتی گاؤں مغلکی کے ایک غیر معروف گمنام اور غریب گھرانے میں پیدا ہوئے جو دینی علوم سے وابستہ نہیں تھا۔ مگر اللہ نے آگے چل کر ان سے علومِ دینیہ کی خدمت لینا تھی تو اللہ نے انہیں تحصیلِ علم میں لگا دیا ابتدائی تعلیم علاقہ کے مختلف علماء سے حاصل کرتے رہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے تدریسِ دیوبند سے قبل بھی انہیں ان سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا، تقسیم سے دو سال قبل ہندوستان جا کر مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ وہاں شرح جامی مختصر المعانی ہدایہ اولین مقامات سلم، ملاحسن وغیرہ پڑھیں اور سالانہ امتحانات دیئے۔ اس دوران دیگر اکابر اساتذہ کے علاوہ اس وقت کے صدر المدرسین شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ سے ملاحسن پڑھنے کی سعادت بھی پائی۔

تعطیلِ رمضان میں گھر آئے تو ملک تقسیم ہوگیا۔ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایسے وابستہ ہوئے کہ حیاتِ مستعار کی دمِ آخرین تک انہی کے ہو کر رہ گئے ادھر دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا تو آپ اس کے گنے چنے اولین طلبہ میں شامل تھے۔ ان سالوں میں دورہ حدیث کے علاوہ مشکوٰۃ شریف ہدایہ اخیرین وغیرہ بھی حضرت مدظلہٗ خود ہی پڑھاتے تھے تو پہلے سال موقوف علیہ کتابیں بھی حضرت ہی سے پڑھیں۔ دوسرے سال ۱۳۶۸ھ میں پورا دورۂ حدیث شریف بھی حضرت سے پڑھ لیا، بعد فراغت تکمیلِ علم کے شوق میں بیضاوی شریف

تک وسیع توضیح میں داخلہ لیا، اساتذہ وعملہ سے متعلق فائلوں میں جسے وہ خود مرتب کرتے رہتے اپنے متعلق فائل نمبر ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

" مہینہ ڈیڑھ بعد حضرت الشیخؒ نے ازراہِ شفقت و کرم نوازی دارالعلوم کے دفتر میں خدمت کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ ۱۳۹۱ھ کے آخر میں ناظم دفتر اہتمام کی حیثیت سے مبلغ آٹھ روپے مشاہرہ پر تقرر ہوا "

یہاں سے خدمت دارالعلوم کا دور شروع ہوا جو ابتدائی دور تھا اور ہر لحاظ سے بے سروسامانی کا عالم دو چار کاپیوں پر مشتمل چھوٹا سا بستہ دارالعلوم کے حساب کتاب اور انتظامی امور کا سارا ریکارڈ تھا جسے ناظم صاحب بغل میں لیے پھرتے تھے اور فارغ ہوجاتا تو مسجد قدیم کے ایک بوسیدہ طاقچہ میں رکھ دیتے اکاؤنٹ اور آڈٹ ان کا فن نہیں تھا مگر قدرت نے کام لینا تھا تو از خود حساب کتاب کے ایسے طریقے اور گُر نکالتے رہے کہ آڈٹ والے بھی دیکھ کر حیران رہ جاتے رفتہ رفتہ وہ ملکہ حاصل ہوا کہ بڑے بڑے گوشواروں پر ایک نظر ڈالنی کافی ہوجاتی اور جمع تفریق کر لیتے، اس بیماری کے آغاز میں دماغی امراض کے ایک دو ڈاکٹروں کو دکھلاتے ہوئے میں نے ان کے اس وصف کا ذکر کیا تو انہوں نے تشخیص مرض کے طور پر لمبے چوڑے اعداد وشمار پر مبنی سوالات کیے اور فی البدیہہ جواب سن کر یہ کہتے ہوئے دنگ رہ گئے کہ واقعی یہ تو کمپیوٹر ہیں۔ دارالعلوم کے لاکھوں روپے کا نہایت باضابطہ اور صاف ستھرا حساب کتاب رکھنے میں ان کا اہم اور نمایاں وصف دیانت اور امانت تھا جسے ایمانی زندگی کی روح کہنا چاہیے۔ گویا وہ مجسمہ دیانت اور پیکر امانت تھے۔ چالیس سال کے ان لمبے چوڑے حسابات میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ایک حبہ یا ایک پائی بھی دانستہ ان سے ضائع ہوئی ہو۔ وہ تمام مصارف اور بلوں پر کڑی نگاہ رکھتے تھے اور جب قویٰ مضبوط تھے تو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دارالعلوم کے احاطوں میں گھومتے کہ کہیں بے جا بلب یا پنکھا تو نہیں چل رہا یا کوئی اور چیز غلط مصرف میں خرچ نہ ہو اس لحاظ سے وہ طلبہ میں سخت گیر سمجھے جاتے تھے، وہ طلباء کی حرکات وسکنات پر کڑی نگاہ رکھتے، کوئی نامناسب بات دیکھتے تو سرزنش کرتے۔ یہ نہ ہو سکتا تو دل ہی دل میں کڑھتے اور بہت حساس ہونے کی وجہ سے تڑپتے ہوئے دکھائی دیتے، تیسرا نمایاں وصف ان کی تواضع اور انکساری تھی وہ ایک مستند عالم اور ایک عظیم ادارہ کے ناظم اعلیٰ تھے بیشمار طلباء اور فضلاء کے منظور نظر بننے کے باوجود کسی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کے لیے بھی خود دوڑتے، ضرورت پڑتی تو دفتر میں اپنی سیٹ چھوڑ کر مہمانوں کے سامنے برتن رکھتے اٹھاتے اور موقعہ ملتا تو ہاتھ دھلوانے میں بھی سبقت لے جاتے، کہیں بھی کسی خدمت کی ضرورت پڑتی اور کوئی نہ ملتا تو خود کمر باندھ لیتے، ابتدائی دور میں تو مجھے خوب یاد ہے کہ گاؤں سے دو تین میل، پیدل پہنچتے ہی بازار سے مطبخ کا سودا سلف کا ٹوکرا سر پر اٹھائے ہوئے گھر کے دروازہ پر دستک میں لگے رہتے (کہ اولین سالوں میں طلبہ کے لیے ہمارے گھر ہی میں کھانا پکانے کا نظم تھا)، یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ وہ دارالعلوم میں اپنی ذات کو فنا کر چکے تھے۔ اور ان کے رگ و ریشہ میں دارالعلوم ہی رچا بسا تھا شاید اللہ تعالیٰ کو اسی وجہ سے ان کا لاولد رہنا منظور تھا کہ دنیا کے سارے علائق سے الگ تھلگ رہ کر اس مہمان خانۂ علوم نبوت علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ کے بناؤ سنگھار میں مصروف رہیں۔

انہیں اس بات کا افسوس رہتا کہ خود دینی علوم کے درس وتدریس سے محروم رہے مگر یہ اطمینان تھا کہ ان کی ساری جسمانی اور ذہنی توانائیاں مدرسین علماء ومبلغین کی خدمت میں خرچ ہورہی ہیں آج کون کہہ سکتا ہے کہ دارالعلوم کے تین ساڑھے تین ہزار فضلاء کی ہمہ گیر دینی خدمت میں ناظم صاحب مرحوم کا حصہ نہیں ہوگا۔ یہ سب کچھ انشاء اللہ ان کے نامہ حسنات میں بھی شامل ہوگا مرحوم ناظم صاحب نرے انتظامی امور کے ناظم اور حسابات کے منشی نہیں تھے بلکہ اس خشک مشغلے کے باوجود دل پرسوز رکھتے تھے، عبادات میں شب و روز منہمک زہد وتقویٰ کا ایک نمونہ تھے، وہ نیکیوں کے کسی میدان میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہتے تھے۔ گرمی اور دن بھر کی تھکاوٹ کے باوجود رمضان کی راتیں شب خیزی میں گذرتیں، پچھلے رمضان میں بھی آخری رات تک کہیں نہ کہیں ختم تراویح کا معلوم کرکے پہنچتے اور قیام اللیل کی سعادت پاتے۔ کہیں کسی مرد کامل کی صحبت میسر آتی تو اسے غنیمت عظمیٰ سمجھ کر اس کے قدموں کی خاک بننے کی کوشش کرتے قیام حرمین کے دو چار ماہ کا موقع ملا تو شیخ مدینہ طیبہ مولانا عبدالغفور عباسی قدس سرہٗ کے دامن فیض سے وابستہ رہے۔ ان کے مہمانوں کے مطبخ اور کمروں کی صفائی وغیرہ کا ایسا ذمہ لیا کہ آخر تک شیخ مدینہ انہیں پیار محبت اور دعاؤں سے یاد کرتے رہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے تو وہ دست وبازو تھے اور کتنے عظیم امور اور ذمہ داریاں ہوتیں جنہیں وہ ناتواں کاندھوں پر اٹھاتے ہوئے حضرتؒ کا سہارا بنے رہتے۔

مگر دنیا فانی ہے، دین کا کام کسی فرد واحد سے اللہ نے وابستہ نہیں رکھا اللہ کو اتنی ہی خدمت لینی منظور تھی گذشتہ عیدالاضحیٰ کو حسب معمول حضرتؒ اور ان کے خدام واراکین کو عیدگاہ سے واپسی پر اپنے گھر میں دعوت شیراز" پیش کی، دوسرے دن بھی طلبہ کی قربانیوں اور گوشت وغیرہ کا انتظام خود کیا، تیسرے دن صاحب فراش ہوگئے۔ دماغی ضعف، دوران سر وغیرہ کا عارضہ بڑھتا گیا۔ طب جدید وقدیم دونوں قسم کے معالجوں کا علاج ہوتا رہا مگر وہ گرتے چلے گئے یہاں تک کہ ہوش وحواس بھی جواب دینے لگے ——
۱۴ اپریل کو اسلام آباد جاتے ہوئے انہیں گاڑی میں ساتھ لے گیا ایک دو ممتاز ڈاکٹروں نے دیکھا اور مشورہ دیا کہ لاہور کسی دماغی امراض کے ماہر

کے پاس لے جانا بہتر رہے گا۔ چنانچہ لاہور لے جائے گئے جہاں کے جنرل ہسپتال کے ڈاکٹر بشیر احمد جو مشہور نیورو سرجن ہیں نے اپریشن کے لیے داخل کیا، ان کا خیال تھا کہ دماغ میں رسولی ہے، ٹیسٹ اور ایکسروں نے ان کے خیال کی تائید کی۔ چند دن بعد سر کا اپریشن ہوا آخر تک انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھے گئے۔ ہوش آنے پر ڈاکٹر بے حد مطمئن تھے کہ جلد شفایاب ہوں گے مگر اللہ کو منظور تھا کہ یہ تھکا ماندہ زار و نزار بندہ اب ابدی راحتوں سے ہمکنار ہو جائے رات کو پونے ایک بجے روح پرواز کر گئی صبح ایمبولینس کے ذریعہ لاش لاہور سے روانہ ہو گئی۔ ہمیں دس بجے یہ وحشت ناک اطلاع ملی، تجہیز و تکفین اور تدفین کا انتظام شروع کر دیا گیا۔ دورۂ حدیث کے امتحانات کا آخری دن تھا، باقی اکثر طلبہ بوجہ تعطیل چلے گئے جہاں جہاں ممکن تھا اطلاع دے دی گئی ریڈیو اور ٹی وی نے بھی اعلان کرنے میں تعاون کیا۔ بعد از نماز عصر گھر سے جنازہ اٹھا کر پہلے دارالعلوم کے صحن میں رکھا گیا۔ کثرت ہجوم سے صحن کی وسعتیں تنگ ہو گئی تھیں اور ایک جھلک دیکھنے درسگاہوں کی چھتوں پر بھی ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے تھے۔ دیدار عام کے بعد دارالعلوم سے ملحق عیدگاہ شہر میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جنازہ پڑھایا دور دراز اور اطراف و اکناف کے ہزاروں علماء، صلحاء، مہتممین و اساتذۂ مدارس عربیہ اپنے اس عظیم خادم کے جنازہ میں شریک تھے۔

ناظم صاحب کی یہ ہمیشہ خواہش رہتی کہ دارالعلوم کے لیے ایک مخصوص الگ قبرستان ہو۔ بڑی سوچ اور تلاش کے بعد میری نگاہِ انتخاب موجودہ خطہ پر ٹھہر گئی، ناظم صاحب کو معلوم ہوا تو خوشی سے اچھل پڑے اور نہایت اطمینان کا اظہار کیا اور بار بار کہتے "مولانا کہیں ہمیں بھول نہ جائیں ہمارا حصہ بھی اس میں رکھنا ہے"۔ کسے معلوم تھا کہ وہ اس خطۂ صالحین کے پہلے مہمان اور اس بقعۂ خیر کے اولین دفین ہوں گے۔ ناظم صاحب مقبرہ دارالعلوم کے اس خطہ میں سپرد خاک کئے گئے، سرہانے عیدگاہ کی دیوار، پائنتی دارالحفظ والتجوید جو شب و روز قرآن کے زمزموں سے گونجتا رہتا ہے اور دائیں طرف بجانب قبلہ، جسدِ مبارک سے متصل عیدگاہ کی سیڑھیاں جو اللہ کے سامنے سربسجود ہونے والے ہزاروں نمازیوں کی گذرگاہ بنتی ہیں. بائیں جانب خالی حصہ میں خدا جانے کن کن ارواحِ صالحین اور عباد مقربین کی ابدی آرام گاہیں بنیں گی۔ رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر۔ وہ دارالعلوم کے تھے اور اپنی خاکِ پاک بھی خاکِ دارالعلوم میں فنا کر گئے۔ جگر نے ایسے ہی موقع کے لیے کہا ہوگا ؎

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

قبر تیار ہو گئی تو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو سہارا دے کر سرہانے پشتۂ دیوار عیدگاہ پر بٹھا دیا گیا۔ سامنے غمزدگان کا ہجوم تھا حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اپنے اس جان نثار خادم کے بارہ میں گلوگیر آواز میں فرمایا۔

"مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ ہمارے اچھے رفیق، اچھے ساتھی اور بہت دیانتدار تھے آج جو آپ کو دارالعلوم کے وسیع شعبہ جات اور خدمات نظر آتے ہیں۔ اور بہت سے امور میں جو حضرت ناظم صاحب اور ان کے رفقاء کے خلوص للہیت، تقویٰ، دیانت اور امانت کی برکتیں ہیں۔ دارالعلوم کو صرف علاقہ سے نہیں سارے ملک اور ملت سے واسطہ رہتا ہے اور رکھنا پڑتا ہے۔ ناظم صاحب نے یہ واسطہ بڑے احسن طریقہ سے نبھایا۔ مرحوم کی وفات ہمارے لیے دارالعلوم حقانیہ، اساتذہ، طلبہ اور تمام وابستگان کے لیے ایک بہت بڑی مصیبت ہے، اللہ پاک اس کے بدلے صبر اور صابرین کا اجر عطا فرمادے۔ دینی مدارس کا تو اللہ محافظ ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون —— خدا تعالیٰ جس سے چاہتا ہے دین کی خدمت لے لیتا ہے ہمارے ناظم صاحب سے خدا نے دین کی خدمت لے لی، بڑے خوش نصیب تھے جن کو خدا نے اتنی عظیم خدمت کے لیے چن لیا تھا۔ ناظم صاحب کی خوبیاں، کمالات اور خدمات ہمارے بیان سے باہر ہیں. بہرحال كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام۔ ہم اللہ تعالیٰ کے امر پر راضی ہیں اور صابر ہیں آپ سب کو خدا کے امر پر راضی رہنا چاہیے۔ دارالعلوم کی ہمہ گیر دینی خدمات یہ سب حضرت ناظم صاحب کے لیے صدقۂ جاریہ ہیں۔ مرحوم نے دارالعلوم کی بڑی خدمت کی، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ناظم صاحب سے راضی ہو جائے اور ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنا دے۔ آمین"

سورج غروب ہو رہا تھا کہ ہم حرماں نصیب، علم و عمل، زہد و تقویٰ اخلاص و ایثار کے اس پیکر اور آسمانِ دارالعلوم کے اس آفتاب و ماہتاب کو سپردِ خاک کر گئے۔ فرحمه الله ورضي عنه وارضاه۔

نوٹ، مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کے نام حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے مکاتیب اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمادیں جو ان کے سفر حج کے دوران لکھے گئے۔

(بقیہ از ص ۷۹۲)

سعادت ہمارے لئے انتہائی سعادت ہے اور شرف ہے۔

آپ نے میرے اور والدہ کے لئے عمرہ کیے ہیں خداوند کریم قبول فرمائیں اور امید ہے کہ مزید ہر موقعہ پر نہ بھولیں گے گھر اور احباب و رشتہ دار کل خیریت سے ہیں سب خوش و خرم ہیں کوئی فکر نہ کریں رب العزت سے بندہ کی صحت و خاتمہ بالایمان اور مقاصد میں کامیابی اور فتنوں اور شروں سے محفوظ رکھنے کی دعائیں کرتے رہیں، آپ کے لئے میں اور تمام خاندان دعائیں کر رہے ہیں، دعا کریں کہ خداوند کریم بینائی اور صحت کاملہ عطا فرمادے اور ایمان کاملہ نصیب ہو۔ حاجی مرخاب و تمام رفقاء و مولانا شیر علی شاہ صاحب و دیگر احباب کو سلام عرض ہے۔ والسلام

عبدالحق عفی عنہ

(۱)

محترم المقام جناب ناظم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ موصول ہو کر موجب تسکین ہوا۔ الحمد للہ کہ خداوند کریم نے دوبارہ حرمین الشریفین کی زیارت کا موقعہ آپ کو عطا فرمایا۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بیت اللہ المکرم کا طواف اور وقوف عرفات ومزدلفہ کی سعادت سے باریابی مبارک ہو اب روضۂ اطہر پر حاضری کی عزت سے رب العزت بخیر وعافیت آپ حضرات کو نوازے آمین بزرگوار انم بندہ گنہگار کو آپ حضرات نے ضرور یاد فرمایا ہوگا مگر ثانیاً اس روسیاہ کی استدعا ہے کہ مغفرت اور خاتمہ بالایمان کے لئے بالخصوص اور بصارت وبصیرت کے لئے اور مصیبتوں سے نجات کے لئے اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے اور ہموم وغموم سے خلاصی کے لئے تمام مقامات مقدسہ میں اور خصوصی مقاصد کے لئے گڑگڑا کر دعائیں فرمائیں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین کے قدموں میں بندہ کی شفاعت ومغفرت کی دعا فرمائیں۔ صلوٰۃ وسلام کا تحفہ پیش فرمائیں۔ الحمد للہ کہ آپ کے گھر میں خیریت وعافیت ہے کوئی فکر نہ کریں۔ گاہے گاہے عفران الدین کے ذریعہ عرض کیا کرتا ہوں مکمل اطمینان ہے دارالعلوم میں بفضلہ تعالیٰ حالات پرسکون ہیں۔ مبلغ چار ہزار کا ڈراف آپ کی جانب سے جمع کرادیا گیا۔

پاس پورٹ نہیں پہنچا تمام اہل خانہ وسمیع الحق وانوار الحق، اظہار الحق سلام عرض کر رہے ہیں محمود کالج میں ہے دعا فرمائیں کہ ذمہ داریوں کے ایفاء کا اہل بنادے۔ حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ کی زیارت اور جنت البقیع کے حاضری کے وقت دعا فرمائیں۔

حضرت شیخ مدنیؒ کے صاحبزادہ گان خصوصاً مولانا عبدالحق کی خدمت میں مؤدبانہ سلام عرض ہے محبوب گل وسرور گل وتمام حجاج اکوڑہ واقفین اور مصاحب گل عبدالقدوس کو سلام عرض کردیں۔ حضرت مولانا عبدالعظیم کے گھر میں خیریت ہے ایک دن کے لئے آئے تھے پھر چلے گئے۔ والسلام۔

بندہ عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ ۲۷-۱۲-۹۲ء

(۲)

عالی جناب محترم المقام حضرت مولانا سلطان محمود صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ برادرم کا گرامی نامہ موصول ہو کر موجب سرور واطمینان بنا۔ الحمد للہ کہ سعادت حج کا شرف خداوند کریم نے آپ کو دوبارہ عطا فرمایا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ آپ کے صحیح عشق وتڑپ کے جذبہ کو خدا نے قبولیت عطا فرما کر رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے نوازا ہے الحمد للہ علیٰ ذلک ناچیز کیلئے باعث خوشی ہے کہ آپ جیسے مخلص حرمین الشریفین سے دعاؤں سے اور استغفار سے نوازتے ہیں خداوند کریم آپ کو بخیر وعافیت دین کی خدمت کے لئے جلد از جلد لے آئے۔ مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی حاضری کے وقت صلوٰۃ وسلام بہ عجز ونیاز وادب پیش وعرض کردیں۔ حضرت مخدومی ومولائی صاحبزادہ گان حضرت مدنیؒ خصوصاً مخدومی مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں مؤدبانہ سلام عرض ہے دعا کی درخواست ہے کہ ایمان پر خاتمہ نصیب ہو اور بصارت وبصیرت نصیب ہو۔ مبلغ چار ہزار (۴۰۰۰) کا ڈراف موصول ہو چکا ہے آپ نے خط وہاں کے حالات کے متعلق نہیں لکھے مدینہ منورہ کب جانا ہوگا اور واپسی اکوڑہ کب ہوگی حضرت مولانا عبدالعظیم صاحب وبالخصوص جانشین شیخنا المکرم مولانا عبدالحق وتمام واقفین کی خدمت میں سلام عرض ہے بندہ کی نظر از حد کمزور ہو رہی ہے خط لکھ رہا ہوں لیکن نظر نہیں آتا بندہ کی والدہ صاحبہ بیمار اور بندہ بھی بیمار ہے دعا میں یاد فرمائیں آپ کے گھر واقرباء کے گھروں میں بھی خیریت ہے دارالعلوم میں بحمد للہ خیر وعافیت ہے۔

آپ کی والدہ صاحبہ واہل بیت بخیر ہیں سب کی جانب سے سلام عرض ہے۔ مولانا عبدالعظیم کو سلام عرض ہے دعا کی درخواست ہے۔

بندہ عبدالحق غفرلہٗ ۲-۳۰-۷۴

(۳)

برادرم دارالعلوم حقانیہ کی مالی حالت از حد کمزور ہے نیز علمی اور انتظامی مشکلات میں گھرا ہوا ہوں برادرم رب رحیم وکریم کے درگاہ میں تضرع ولجاجت اور رو رو کر درخواست کریں کہ خداوند کریم دارین میں سرخروئی وعافیت کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کی مقبول خدمت کا موقع عطا فرما دے خانگی پریشانیاں اور قرض کے بوجھ سے بھی پریشان ہوں خداوند کریم اپنی رضا اور خاتمہ بالایمان اور دولت ایمان سے مالا مال فرما دے۔ برادرم جس مقدس زمین پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگے اس پر آنکھ کے پلک رکھنا باعث سعادت اور خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حجر مبارک کو دست مبارک لگایا اس کا بوسہ لینا اور یہ نعمت مبارک ہو۔ دورہ کے طلبہ کے تکثیر کے لئے اور فائدہ دینیہ کے عموم کے لئے دعا فرمائیں۔ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بندہ عبدالحق غفرلہ ۹ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ

نوٹ: ان خطوط میں مولانا مدنیؒ سے مراد مولانا عبدالغفور عباسی مدنی درج ہے